بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ (۱۷۹۱ء سے ۱۸۶۰ء)

۱۸۵۷ء کے فتویٰ آزادی کے علماء میں سرفہرست

فتویٰ جہاد ۱۸۵۷ء

دہلی میں جنگ آزادی کا آغاز تو مئی ۱۸۵۷ء سے ہو گیا تھا لیکن اس تحریک میں جوش و خروش اس وقت پیدا ہوا جب ۲ جولائی کو جنرل بخت خاں دہلی پہنچے۔ انہوں نے دہلی پہنچتے ہی ایک کام تو یہ کیا کہ مجاہدین کے انتشار کو دور کیا اور ان میں نظم وضبط پیدا کیا اور دوسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ علمائے دہلی اور دیگر مقامات کے علماء جو اس وقت دہلی میں موجود تھے، انہیں جمع کیا اور صورتِ حال کی وضاحت کے بعد ان کے سامنے ایک استفتا پیش کیا اور درخواست کی کہ وہ موجودہ حالات میں جہاد کی فرضیت یا عدمِ فرضیت کے بارے میں حکم شرعی سے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں ۔ چنانچہ علماء نے جہاد کی فرضیت کے باب میں فتویٰ دیا۔ یہ فتویٰ اسی زمانے میں ''ظفرالاخبار'' اور ''صادق الاخبار'' میں شائع ہوا اور اس کی اشاعت سے نہ صرف مسلمانوں کا انتشار ذہنی ختم ہوا بلکہ مجاہدین اور تحریک آزادی کو ملک کے عوام خصوصًا مسلمانوں کی کامل پشت پناہی اور تعاون حاصل ہو گیا۔

لیکن ایک زمانے تک فتوے کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس کے مفتیان کرام کے بارے میں کئی غلط فہمیاں کارفرما ہیں ۔ اکابر علمائے وقت میں سے حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی کے بارے میں کہا گیا کہ وہ نہ صرف اس پر دستخط کرنے اور تائید کرنے والے ایک مفتی ہیں بلکہ فتوے کے اصل محرک وہی ہیں ۔ حضرت مولانا نذیر حسین محدث دہلوی کے بارے میں روایت تھی کہ فتوے پر ان کے دستخط نہیں ہیں ۔ مولوی محمد محبوب علی کے بارے میں مشہور ہوا کہ انہوں نے فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حضرت مفتی صدرالدین آزردہ کے بارے میں تحریر ہوا کہ انہوں نے فتوے پر اپنے دستخط کے ساتھ ''کتبت بالخیر'' کھا تھا لیکن 'خ' کا نقطہ چھوڑ دیا تھا۔ سقوط دہلی کے بعد جب انگریزوں نے ان کی گرفت کی تو انہوں نے کہہ دیا کہ دستخط مجھ سے بالجبر کرائے گئے تھے چنانچہ میں نے دستخط کے ساتھ ''کتبت بالجبر'' لکھ دیا تھا۔ دیکھا گیا تو واقعی ایسا تھا اور اس طرح انہوں نے اپنی گلوخلاصی کرائی، لیکن اب فتوی دستیاب ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ سب افسانے ہیں ۔ مولانا فضل حق اس کے محرک نہیں ہو سکتے اس لیے کہ وہ دہلی پہنچ ہی وسط اگست میں تھے جب کہ فتویٰ مرتب ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ حضرت محدث دہلوی، مولوی سید محبوب علی دونوں کے دستخط اس پر موجود ہیں اور حضرت مفتی صاحب کے نام کے ساتھ ''کتبت بالجبر'' یا اس قسم کا کوئی جملہ موجود نہیں ہے۔

یہ فتویٰ سب سے پہلے ''اخبار الظفر'' دہلی میں شائع ہوا تھا۔ اس سے ''صادق الاخبار'' دہلی نے ۲۶ جولائی ۱۸۵۷ء کی اشاعت میں نقل کیا۔ صادق الاخبار سے یہ فتویٰ محمد عتیق صدیقی، مولانا سید محمد میاں، خورشید مصطفیٰ رضوی، عبدالرزاق قریشی، امداد صابری اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری کی تالیفات اور دیگر متعدّد کتب اور بے شمار رسائل میں نقل کیا جا چکا ہے۔ بعض نے اس کا عکس شائع کیا ہے۔ ہمارے سامنے مولانا سید محمد میاں کی تالیف '' علماء ہند کا شاندار ماضی'' اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری کی بے مثال تحقیق ''جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات

وشخصیات)'' ہے۔ لیکن یہاں دستخط و مواہیر کو محمد عتیق صدیقی کی تالیف ۱۸۵۷ء کے اخبارات و دستاویزات سے ''صادق الاخبار'' کے عکس کے مطابق پیش کیا جارہا ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلّی پر چڑھ آئے اور اہل اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں اور اگر وہ فرض ہے تو فرض عین ہے یا نہیں ؟ اور لوگ جو اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد چاہیے یا نہیں ؟۔ بیان کرو اللہ تم کو جزا دے۔

جواب

درصورت مرقومہ فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے۔ اور استطاعت ضرور ہے اس کی فرضیت کے واسطے۔ چنانچہ اب اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے بہ سبب کثرت اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجودہ ہونے والے آلاتِ حرب کے، تو فرض عین ہونے میں کیا شک رہا۔ اور اطراف و حوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں با وجود خبر کے فرض کفایہ ہے۔ ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر بھی فرض عین ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اور اسی ترتیب سے سارے اہل زمین پر شرقاً اور غرباً فرض عین ہو گا۔ اور جو عدو اور بستیوں پر ہجوم اور اور غارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو جائے گا۔ بشرط ان کی طاقت کے۔

دستخط اور مواہیر

الجیب مصیب احقر العباد نور جمال عفی عنہ۔ العبد محمد عبد الکریم، العبد فقیر سکندر علی، سید محمد نذیر حسین، رحمت اللہ مفتی محمد صدر الدین، مفتی اکرام الدین معروف، سید رحمت علی، محمد ضیاء الدین، صح ہذا الجواب **(مولانا) عبد القادر لدھیانویؒ**، فقیر احمد سعید احمدی، العبد محمد میر خان، محمد مصطفیٰ خاں ولد سید شاہ نقشبندی، محمد کریم اللہ، العبد مولوی عبد الغنی، خادم العلما محمد علی، فرید الدین، محمد سرفراز علی، سید محبوب علی جعفری، حاجی الدین، محمد ابو احمد، العبد سید احمد علی، الٰہی بخش، محمد انصار علی، مولوی سعد الدین، نام پڑھا نہیں جاتا، سراج العلماء ضیاء الفقہا مفتی عدالت العالیہ مفتی رحمت علی خان، حیدر علی، حفیظ اللہ خاں، محمد نور الحق چشتی، واللہ الغنی وانتم الفقراء، **العبد (مولانا) سیف الرحمٰن لدھیانویؒ**، سید عبد الحمید عفا اللہ عنہ، محمد ہاشم، سید محمد، محمد امداد علی عفی عنہ، خادم شرع شریف رسول الثقلین قاضی القضات محمد علی حسین۔

بحوالہ

۱۸۵۷ء روزنامچے، معاصر تحریریں، یادداشتیں ۱۸۵۷ء

مرتبہ: محمد اکرام چغتائی